شریعت کی ارتقائی تاریخ

پروفیسر حافظ محمد اسلم

جس طرح کائنات کی ہر چیز اپنے وجود کے لئے مختلف مدارج طے کرتے ہوئے آگے بڑھتی ہے اور جس طرح انسان اپنے بچپن اور جوانی کے مراحل سے نکل کر اپنی پختگی کو پہنچتا ہے اسی طرح شریعت بھی متعدد منازل سے گزر کر بالآخر حضور علیہ السلام کے زمانے میں اپنی تکمیل کو پہنچی۔ ارتقاء کا یہ سفر ہزاروں سالوں پر محیط اور سینکڑوں رسولوں کی تعلیمات کا خلاصہ اور نچوڑ ہے۔ یہ ارتقاء صرف شریعت کا ہی ارتقاء نہیں بلکہ درحقیقت نسل انسانی کا ارتقاء ہے کہ جوں جوں معاشرہ آگے بڑھا، ضرورتیں اور تقاضے پیدا ہوئے ہدایت و شریعت اترتی گئی۔ حتیٰ کہ حضور علیہ السلام کے دور میں شریعت کا یہ گلشن پر بہار ہوا اور پھر ۱۴۰۰ سال قبل اسکی جو سرسبزی و شادابی تھی وہ آج بھی قائم ہے اور نسل انسانی اس سے خوشہ چیں ہو رہی ہے۔

لفظ شریعت کے معنی امام راغب کے ہاں واضح راستہ اور طریقہ کے ہیں۔ پھر یہ لفظ طریقہ الیہ کے لئے مستعار ہو گیا(۱)۔ آج کل اس کا ایک مترادف لفظ فقہ ہے جو کہ کثیر الاستعمال ہے۔

اگر ہم ماضی بعید کی طرف پلٹیں تو اس طریقہ الیہ کیلئے سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کے جنت سے خروج کے وقت ہدایت کا لفظ بولا گیا تھا نمبر(۲) جو کہ عقائد احکام اخلاق یعنی تمام اسلامی تعلیمات پر حاوی ہے پھر یہ لفظ تمام انبیاء کی تعلیمات کے لئے بھی اختیار کیا گیا۔(۳)

اس سلسلے کا دوسرا لفظ دین ہے۔ جس کا اولیں اطلاق حضرت نوح علیہ السلام کی نسبت سے ہوا۔(۴) اس کے معنی بدلہ اور شریعت کے ہیں(۵) تاہم اب اس کا زیادہ تر استعمال عقائد پر ہوتا ہے۔ اس قسم کا تیسرا لفظ ملت ہے۔ جس کا پہلا اطلاق حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حوالے سے ہوا۔(۶)

تاہم یہ دونوں الفاظ مشرکانہ مذاہب کے لئے بھی بولے گئے۔ ملاحظہ ہو سورہ کافرون اور سورہ یوسف میں حضرت یوسف علیہ السلام کا قول کہ میں نے غیر مومنین کی ملت چھوڑ دی ہے۔(۷)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور سے واپس آئے اور توراۃ کی شکل میں احکام الٰہی کا مجموعہ لائے۔ اس لفظ کے معنی ہی شریعت کے ہیں بعد ازاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائے آپ کی

تعلیمات میں احکام وقوانین کا حصہ کم اور اخلاق کا زیادہ تھا۔ غالباً اسی لئے آپ کی نسبت سے کوئی نیا لفظ نہیں ملتا سلسلہ نبوت کی آخری کڑی یعنی حضور علیہ السلام کی تعلیمات کے لئے سبیل اور صراط (۸) کے نئے الفاظ نظر آتے ہیں۔ نیز نور کا لفظ بھی ہے جو کہ ہدایت کا مترادف ہے۔ ہدایت اور نور کے یہ الفاظ توراۃ کے لئے بھی استعمال ہوئے ہیں مثلاً: انا انزلنا التوراۃ فیھا ھدی و نور (۹) (اسی طرح یہ الفاظ قرآن کے لئے بھی ہیں۔ مثلاً ھدی للمتقین (۱۰) اور واتبعو االنور لذی انزل معه (۱۱) مگر دونوں جگہ انداز بیاں میں فرق ہے۔)

یعنی قرآن کو سراپا ہدایت ونور کہا گیا۔ جبکہ تورات کو جزوی طور پر ہدایت ونور کہا گیا۔ ابتدائی تعارف کے بعد اب اسی بحث کو تفصیلی انداز میں دیکھئے۔

حضرت آدم علیہ السلام کی شریعت:

آپ کی شریعت پر باقاعدہ بحث سے پہلے شرعی احکام کی ترتیب بیان کی جاتی ہے تا کہ شریعت کی ارتقائی تاریخ سمجھنے میں آسانی ہو۔ چنانچہ فقہی ابواب کی ترتیب یہ ہے۔ عبادات، ماکولات یعنی خوردونوش، مناکحات، نظام منزلی، احکام سلطانی، عقوبات۔ قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت کا باقاعدہ آغاز حضرت نوح علیہ السلام سے ہوا۔ کیونکہ اسکی پہلی نسبت آپ ہی کی طرف کی گئی ہے۔ مثلاً: شرع لکم من الدین ما وصی به نوحا (۱۳) (تمہارے لیے وہ شروع کیا جس کا حکم نوح کو دیا تھا۔)

اسی طرح حضرت آدم علیہ السلام کی ذات کے حوالے سے گو شریعت کا ذکر نہیں ملتا مگر فی الجملہ اس کا آغاز آپ کی ذات سے ہو گیا تھا کیونکہ جس طرح آپ کو ابو البشر ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ اسی طرح پہلے نبی ہونے کا اعزاز بھی آپ کو حاصل ہے۔ حضور علیہ السلام سے سوال ہوا۔ انبیا کان آدم قال نعم مکلم (۱۴) (کیا آدم نبی تھے آپ نے کہا ہاں ان سے کلام بھی کیا گیا۔)

جب آپ نبی تھے تو لازم ہے کہ آپ کے پاس شریعت بھی ہو نیز ارشاد باری ہے۔ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون (۱۵) (میں نے جنوں اور انسانوں کو اپنی عبادت کیلئے ہی پیدا کیا)

جب جن وانس کی تخلیق کا بنیادی مقصد ہی عبادت ہے۔ تو پھر اس کے طور طریقے بھی ضرور بتلائے گئے ہوں گے۔ ابونصیر قشیری کا قول ہے۔

فان اللّٰہ لم یخل زمانا من شرع ولم یخل شرع من صلوة(۱۶)

(اللہ نے کوئی زمانہ شریعت سے خالی نہیں رکھا اور نہ ہی کوئی شریعت نماز سے خالی رہی۔)

نماز کو تسلیم کر لینے کے بعد طہارت اور ستر عورت کے احکام کو بھی تسلیم کرنا پڑے گا کیونکہ انکے بغیر نماز نہیں ہوتی ویسے بھی ستر عورت انسانی فطرت میں شامل ہے جیسا کہ حضرت آدم وحوا کے واقعہ سے ظاہر ہے کہ جب شجر ممنوعہ کے کھانے پر ان کا ستر کھل گیا تو پتوں کے ذریعے انہوں نے اپنے جسم کو ڈھانپا۔ ابوبکر جصاص کے بقول اس آیت سے ستر عورت کی فرضیت ظاہر ہوتی ہے۔(۱۷) نماز کے بعد زکواۃ کی بحث ہے۔حسن کا قول ہے کہ ایسا کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا جس پر نماز اور زکواۃ فرض نہ ہوئی ہو۔(۱۸) روزے کے متعلق خود قرآن کا بیان ہے۔

یایھاالذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم(۱۹)

(اے ایمان والو روزے تم پر فرض کئے گئے ہیں جیسے تم سے پہلے سے لوگوں پر فرض تھے۔)

تفسیر خازن نے اس آیت کی تفسیر میں روزے کی فرضیت کا ذکر حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے کیا ہے۔(۲۰) جدید تحقیقات کے مطابق بھی روزے کی قدامت مسلمہ ہے۔اور یہ مختلف قدیمی مذاہب کی عبادات کا حصہ رہا ہے۔(۲۱)

قربانی: یہ بھی حضرت آدم علیہ السلام کی شریعت میں نظر آتی ہے۔جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے۔

فتقربا قربانا فتقبل من احدھما ولم یتقبل من الاخر .(۲۲)

حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں نے قربانی پیش کی ان میں سے ایک (ہابیل) کی قربانی قبول ہوئی اور دوسرے (قابیل) کی قربانی نا منظور ہوئی۔تاہم اس جگہ ایک بحث بھی ہے۔حسن کا قول ہے کہ آدم کے بیٹوں سے مراد حقیقی بیٹے نہیں۔ بلکہ یہ لفظ مجازا بولا گیا ہے اور اس واقعہ کا تعلق بنی اسرائیل سے ہے۔کیونکہ قربانی قبول ہونے کی حسی علامت اس سے پہلے نہیں تھی جبکہ اس واقعہ میں حسی علامت ہے۔تاہم ابوبکر جصاص نے خود ہی اس قول کی تردید کردی کہ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مردہ شخص کو دفن کرنے کا طریقہ کوے سے سیکھا۔اگر واقعہ کا تعلق بنی اسرائیل سے ہوتا تو مردہ کو دفن کرنے کا طریقہ

پہلے سے رائج ہونے کی بناء پر معلوم ہوتا لہذا اس قربانی کا تعلق حضرت آدم کے حقیقی بیٹوں سے ہے۔(۲۳)اس بحث سے معلوم ہوا کہ آپکی شریعت میں عبادات کا باب تھا۔جس میں نماز اور زکواۃ کے علاوہ روزہ بھی موجود تھا۔مزید یہ کہ حج کرنے کی روایت بھی ملتی ہے۔(۲۴)

ابدی صداقتیں:

کچھ ایسی چیزیں ہیں جن کا تعلق ابدی صداقتوں کے ساتھ ہے۔اس لئے انکی حلت وحرمت مسلمہ ہے اور شریعت کا حصہ رہی ہیں مثلاً قربانی کے مندرجہ بالا واقعہ میں قرآن نے ہابیل کا یہ بیان نقل کیا۔

ما انا بباسط یدی الیك لا قتلك انی اخاف اللّٰہ رب العالمین انی اريد ان تبو ،باثمی و اثمك فتكون من اصحب النار و ذالك جزاء الظالمین .(۲۵)

(میں تجھے قتل کرنے کیلئے اپنا ہاتھ نہیں بڑھاؤں گا میں سب جہانوں کے رب، اللہ سے ڈرتا ہوں میں چاہتا ہوں کہ تو میرے اور اپنے گناہ کے ساتھ لوٹے پھر آگ والوں میں سے ہوجائے۔اور ظالموں کا یہی بدلہ ہے۔اسی لئے قرطبی نے اس کی تفسیر میں لکھا کہ اللہ نے تمام شریعتوں میں قتل کوحرام ٹھہرایا ہے۔(۲۶)

مندرجہ بالا آیت سے قتل کی شدید حرمت ظاہر ہوتی ہے۔مگر اس میں صرف اخروی سزا کا بیان ہے۔دنیوی سزا کی طرف کوئی اشارہ نہیں۔جسکی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ اس وقت نہ کوئی قوت نافذہ تھی نہ حاکمہ جو اس سزا کو نافذہ کرتی۔

حرمت زنا:

ارشاد باری ہے:

ولا تقربو الزنا انه كان فاحشه(۲۷)

(زنا کے قریب نہ جاؤ بے شک وہ برا کام ہے)

اللہ تعالیٰ نے زنا کو فحش عمل سے تعبیر کیا ہے۔اس لئے شریعت نازل ہونے سے قبل ہی وہ عقلی اعتبار سے برا عمل ٹھہرا(۲۸)اسی اصول کی بناء پر دیگر ایسے افعال جو عقلی لحاظ سے برے ہیں۔وہ بھی اسی قبیل میں داخل ہیں۔مثلاً چوری ڈاکہ وغیرہ۔

از مکافات عمل غافل مشو ☆☆☆ گندم از گندم بروید جوز جو

پاکیزہ خوراک:

خورد و نوش کے متعلق قرآن مجید کا عمومی حکم ہے۔

یایھا الرسل کلوا من الطیبات واعملوا صالحا(۲۹)

(اے رسولو...... پاکیزہ خوراک کھاؤ اور نیک عمل کرو)

اس آیت میں تمام انبیاء کو خطاب ہے اور پاکیزہ چیزیں کھانے کا حکم دیا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ حکم بھی ابدی صداقت ہے اور حضرت آدم علیہ السلام کے دور سے ہی نافذ ہوگا اسی طرح غیر طیب چیزوں کی بھی کچھ وضاحت ہے۔ مثلاً حضرت ابوذر نے آپ ﷺ سے سوال کیا:

انبیا کان (آدم) مرسلا قال نعم وانزل علیھم تحریم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر (۳۰)

(کیا آدم نبی مرسل تھے آپ نے کہا ہاں، اور ان پر مردار، خون اور سور کی حرمت کے احکام نازل کئے)

یہ مختصر سا بیان ہے۔ البتہ تورات کے حوالے سے ماکولات کی ایک فہرست ملتی ہے......: اور خداوند نے کہا دیکھو میں تمام روئے زمین کی کل بیج دار سبزی اور ہر درخت جس میں اس کا بیج دار پھل ہو تم کو دیتا ہوں۔ یہ تمہارے کھانے کو ہیں۔ اور زمین کے کل جانوروں کے لئے اور ہوا کے کل پرندوں کے لئے اور ان سب کے لئے جو زمین پر رینگنے والے ہیں۔ جن میں زندگی کا دم ہے۔ کل ہری بوٹیاں کھانے کو دیتا ہوں......: (۳۱)

نکاح کے متعلق حکم تھا کہ جڑواں بہن سے شادی نہ کی جائے (۳۲) اس طرح آپ کی شریعت میں پہلے دو ابواب یعنی عبادات اور ماکولات سے متعلق احکام تھے۔ معاملات کے احکام بھی تھے۔ مگر حدود اور تعزیرات کے بغیر۔ مجموعی طور پر اس شریعت میں آزادیاں زیادہ تھیں اور پابندیاں کم۔ اس بناء پر اس دور کو شریعت کا بچپن کہہ سکتے ہیں۔ غالباً یہی وجہ تھی کہ قرآن نے لفظ شریعت کا باقاعدہ اطلاق نہیں کیا۔ یا پھر قرآن کی اصطلاح میں عقائد یعنی توحید کا بیان اور شرک کی تردید بھی شریعت کا حصہ ہے اور چونکہ حضرت آدم کے دور میں کفر و شرک نہ تھا اس لئے شریعت کی ضرورت نہ تھی۔ لہٰذا شریعت کا لفظ نہیں بولا گیا۔

بہر حال اس شریعت کا تعلق صرف مسلمانوں سے تھا۔ کیونکہ اس وقت کافروں کا وجود نہ

تھا۔اگر چہ بعض لوگوں نے حضرت آدم کے بیٹے قابیل کو کافر قرار دیا۔(۳۳) مگر صحیح قول یہی ہے کہ وہ برا شخص تھا اسی لئے ہابیل نے اسے قتل کرنا پسند نہ کیا۔اسی طرح قرآن نے اس کیلئے ظالم، خاسر اور اصحب النار کے الفاظ استعمال کئے۔(۳۴) مگر کافر کا لفظ نہیں بولا۔نیز عقلی لحاظ سے بھی یہ بات بعید ہے کہ بالکل ابتدائی دور میں کفر وشرک وجود میں آ گیا ہو لہذا یہ دور صرف مسلمانوں کا ہوگا۔

حضرت نوح علیہ السلام کی شریعت:

آپ کا شمار اولوالعزم انبیاء میں ہوتا ہے اور آپ کو اساس الانبیاء بھی کہا گیا ہے آپ کی نسبت سے قرآن مجید نے کسی صحیفے کا ذکر نہیں کیا۔تاہم دیگر مذاہب مثلاً ہندومت اور صابئی مذہب کے حوالے سے اس کے آثار ملتے ہیں۔(۳۵) قرآن مجید کے بیان کے مطابق آپ پہلے صاحب شریعت نبی تھے۔(۳۶) ابن خلدون کا بیان ہے۔سب سے پہلے نوح علی نبیہ وعلی نبینا علیہ الصلاۃ والسلام کو یہ شرف حاصل ہوا ہے کہ ادریس کے بعد وہ نبوت سے سرفراز کئے گئے۔یہ پہلے نبی ہیں جنکی شریعت نے آدم کی شریعت کو منسوخ کیا۔(۳۷)

مندرجہ بالا اقتباس سے درج ذیل امور مستنبط ہوتے ہیں۔

۱۔ حضرت ادریس علیہ السلام کی نبوت کا زمانہ، حضرت نوح علیہ السلام سے پہلے ہے۔

۲۔ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس بھی شریعت تھی۔(جسکی تفصیل گزر چکی)

۳۔ حضرت آدم علیہ السلام کی شریعت منسوخ ہوئی۔

۴۔ نسخ کا یہ عمل حضرت نوح علیہ السلام سے شروع ہو گیا تھا اس سے نظریہ نسخ کے حامیوں کی تائید ہوتی ہے۔

۵۔ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس شریعت تھی اور وہ ناسخ نبی۔

ابن خلدون کے مندرجہ بالا اقتباس میں منسوخ احکام کی وضاحت نہیں۔مگر دیگر روایات سے اس پر روشنی پڑتی ہے۔مثلاً تورات کا بیان ہے۔

ہر چلتا پھرتا جانور تمہارے کھانے کا ہوگا، ہری سبزی کی طرح میں نے سب کا سب تم کو دیا، مگر تم گوشت کے ساتھ خون کو جو اسکی جان ہے نہ کھانا۔(۳۸) اسی طرح ابن کثیر کا بیان ہے: نوح علیہ السلام جب کشتی سے اترے۔تب تمام حیوانات کا کھانا جائز تھا۔لیکن پھر بعض کی حلت منسوخ ہوگئی۔(۳۹) آپ کی شریعت سے متعلق تیسرا حوالہ یہ ملتا ہے۔حضرت نوح علیہ السلام پہلے نبی ہیں۔

جنہوں نے بیٹیوں، بہنوں اور ماؤں کے ساتھ حرمت نکاح کے احکام بتلائے۔(۴۰) مندرجہ بالا عبارتوں سے نسخ کے عمل کی تشریح معلوم ہوتی ہے۔ کہ بعض جانور یعنی حشرات الارض کی کچھ اقسام کو حرام قرار دیا گیا۔ ابن کثیر کی عبارت سے یہ اہم بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ نسخ کے عمل کے لئے یہی وقت موزوں تھا۔ کیونکہ کفار ختم ہو چکے تھے۔ اب صرف مؤمنین کی جماعت تھی۔ مخالفت کا خوف نہ تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ شرعی احکام کے نفاذ کے لئے حالات وزمانہ کی رعایت رکھنا قدیمی دستور ہے۔ اس سے اصول فقہ کی بنیاد پڑتی ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کی شریعت میں روزے رکھنے کا واضح ذکر نہیں ملتا۔ مگر نوح علیہ السلام کے ہاں ماہ رمضان کے روزوں کا ثبوت ملتا ہے۔(۴۱) اسی طرح قربانی کا بھی واضح ثبوت ہے کہ نوح نے مذبح پر سوختنی قربانیاں چڑھائیں۔(۴۲) غالباً طوفان سے نجات پر یہ شکر کی قربانی تھی۔

اس مجموعی بحث سے معلوم ہوا کہ آپ کی شریعت نے عبادات کے باب کو وسعت دی، ماکولات میں ترمیم وتنسیخ کی، مناکحات میں قدم رکھا، اس طرح شریعت کے ارتقاء کے تین مدارج طے ہوئے۔

حضرت ادریس علیہ السلام کی شریعت:

آپ کی ذات سے متعلق ارباب سیر وتاریخ کا بیان اس طرح ہے۔ حضرت ادریس علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام سے ایک ہزار سال پہلے، حضرت نوح علیہ السلام کے اجداد میں سے بتلائے جاتے ہیں۔ اور یہ حضرت آدم علیہ السلام کے بعد پہلے نبی ورسول ہیں۔ جن پر اللہ تعالی نے تیس صحیفے نازل فرمائے۔ سب سے پہلے ناپ تول کے طریقے بھی آپ نے ایجاد کئے اور اسلحہ کی ایجاد بھی آپ سے شروع ہوئی۔ آپ نے اسلحہ تیار کر کے بنو قابیل سے جہاد کیا۔(۴۳)

اس جگہ یہ امر توجہ طلب ہے کہ مندرجہ بالا عبارت کی بنیاد پر حضرت ادریس علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام سے ایک ہزار برس پہلے گزرے۔ دوسری طرف تخلیق آدم اور ولادت نوح میں ۱۰۵۶ سال کی مدت بتلائی جاتی ہے۔(۴۴)

اس کا مطلب یہ ہوا کہ حضرت ادریس علیہ السلام کی ولادت کے وقت حضرت آدم علیہ السلام کی عمر ۵۶ سال تھی۔ جبکہ آپکے پہلے فرزند حضرت شیث علیہ السلام کی ولادت کے وقت حضرت آدم کی عمر ۱۳۰ سال تھی۔(۴۴)

اس بناء پر تاریخی لحاظ سے یہ مطابقت درست نہیں ٹھہرتی اور حضرت ادریس علیہ السلام کی زمانی تقدیم درست معلوم نہیں ہوتی۔غالبا اسی وجہ سے حفظ الرحمٰن سیوہاروی نے بھی حضرت ادریس کا تذکرہ حضرت نوح علیہ السلام کے بعد کیا ہے۔(۴۴)اور ابو عبداللہ قرطبی کا بھی یہی نظریہ ہے۔(۴۵)

تشریعی ارتقاء کے حوالے سے دیکھیں تو بھی یہی رائے درست معلوم ہوتی ہے۔مثلاً حضرت ادریس علیہ السلام کی شریعت اس طرح منقول ہے۔تمام امور میں عدل وانصاف کو پیش نظر رکھنا اور مقررہ طریقہ پر عبادت الٰہی کرنا اور ایام بیض کے روزے رکھنا۔دشمنان اسلام سے جہاد کرنا۔زکواۃ ادا کرنا۔طہارت و نظافت سے رہنا،خصوصیت کے ساتھ جنابت سے۔کتے اور سور سے اجتناب کرنا،ہر نشہ آور چیز سے پرہیز کرنا۔(۴۶)

اس سے معلوم ہوا کہ آپکی شریعت خاصی وسیع تھی۔یعنی عبادات،معاملات،ماکولات اور احکام سلطانی تک حاوی تھی۔جس سے اس وقت کے معاشرتی ارتقاء پر روشنی پڑتی ہے۔جبکہ حضرت نوح علیہ السلام کی شریعت اور معاشرہ اس سے کم تر نظر آتا ہے۔کیونکہ آپ اپنی تبلیغ میں قوم کا لفظ استعمال کرتے ہیں اور جواب میں قوم ہی آپکو دھمکیاں دیتی ہیں۔جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خالصتاً قبائلی نظام تھا اور حکومت کا نام ونشان نہ تھا جبکہ ادریس علیہ السلام کے معاشرے اور تعلیمات سے باقاعدہ حکومت کا وجود جھلکتا ہے۔اس بناء پر اگر حضرت نوح علیہ السلام کا زمانہ حضرت ادریس کے بعد ہو تو اس سے معاملہ معکوس ہوجائیگا اور رجعت قہقری کا احساس ہوگا۔

۲۔ اگر حضرت نوح کا زمانہ بعد کا ہو تو پھر آپ کی شریعت کو حضرت ادریس کی شریعت کا ناسخ ہونا چاہئے۔ نہ کہ حضرت آدم علیہ السلام کی شریعت کا۔کیونکہ پچھلا زمانہ اور شریعت حضرت ادریس کی تھی۔

۳۔ حضرت نوح علیہ السلام کی ناسخ اور حضرت آدم علیہ السلام کی منسوخ شریعت میں ایک خاص قسم کا ربط پایا جاتا ہے۔یعنی محدود احکام اور ابتدائی چیزیں۔جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے درمیان تیسری شریعت نہ تھی۔

۴۔ تاریخی بیان کے مطابق لوگ طوفان کے بعد منتشر ہوئے اور زمین میں پھیل گئے(۴۷)دوسری طرف بیان ہے کہ حضرت ادریس اور انکی جماعت مصر کی طرف ہجرت کرگئی۔(۴۸)اگر حضرت ادریس کا زمانہ نوح سے قبل ہو تو دونوں روایتوں میں تعارض لازم آتا ہے۔کہ طوفان سے قبل ہی لوگ شام وعراق سے مصر کی طرف منتقل ہوگئے تھے۔

☆اولئك كالانعام بل هم اضل گاوان وخران باربردار..... بہ زآدمیان مردم آزار☆

بہر حال حضرت ادریس علیہ السلام کے حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے تبلیغی مشن میں کامیاب رہے۔ پیروکاروں کی خاصی جماعت مہیا ہوئی۔ انکے ذریعہ مخالفین سے جہاد کیا۔ اس طرح دینی سیادت کے ساتھ ساتھ دنیوی سیادت بھی حاصل ہوئی۔ نتیجہ یہ کہ شریعت پانچویں باب یعنی احکام سلطانیہ میں داخل ہوئی۔

حضرت ہود علیہ السلام کی شریعت:

آپ کی کی قوم کا نام عاد تھا۔ جس کا ذکر قرآن مجید نے اس طرح کیا۔ **واذكرو اذ جعلكم خلفاء من بعد قوم نوح.** (۴۹) تم اس وقت کو یاد کرو جب تمہیں قوم نوح کے بعد جانشین بنایا۔

اس سے پھر وہی بحث چھڑتی ہے۔ کہ حضرت نوح علیہ السلام کا زمانہ قوم عاد سے متصل تھا اور حضرت ادریس ان سے بھی پہلے تھے کیونکہ قرآن نے قوم عاد کو قوم نوح کا جانشین بتلایا ہے۔ اگر حضرت ادریس کا زمانہ نوح کے بعد ہوتا تو قوم عاد کو ادریس کا جانشین قرار دیا جاتا۔ مگر اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام ملک مصر میں آباد ہو گئے تھے۔ وہی آپکا مرکز تھا۔ حضرت نوح کا تعلق عراق اور شام سے تھا۔ شام کی دوبارہ آبادی کے بعد امم سامیہ کی ترقی عاد ہی سے شروع ہوئی تھی۔ (۵۰) لہذا ان کے خلفا تھے نہ کہ حضرت ادریس اور ان کی قوم جو کہ مصر میں آباد ہو گئی تھی۔

حضرت ہود علیہ السلام کا ذکر قرآن میں سات مقامات پر آیا ہے۔ جن میں آپ کی تبلیغی سرگرمیوں کا ذکر ہے۔ مگر شریعت کا کہیں بیان نہیں۔ نیز قرآن عزیز کے علاوہ کوئی تاریخ کی کتاب یا توراۃ ،عاد کے متعلق روشنی نہیں ڈالتی۔ اس لئے اس قوم کے حالات کا نقشہ یا قرآن عزیز کے ذریعہ بن سکتا ہے۔ اور یا پھر ان اثریات کے ذریعہ جو محققین علم الآ ثار نے اس راہ میں حاصل کی ہیں۔ (۵۱)

بہر حال ہم کہہ سکتے ہیں کہ آپ صاحب شریعت نبی تھے۔ اسکی دلیل سن ۱۸ھ میں دریافت ہونے والا ایک کتبہ ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں۔ ہمارے حکمران وہ سلاطین ہیں۔ جو بدکاری سے بہت دور ہیں۔ غداروں اور خیانت کاروں کے حق میں بہت سخت ہیں۔ وہ ہمارے لئے ھود کے مذھب کے مطابق شریعت قائم کرتے ہیں۔ (۵۲)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اس قوم میں باقاعدہ حکومت قائم ہوئی اور متعدد صالح حکمران گزرے۔ انکے پاس ھود علیہ السلام کی شریعت تھی۔ (۳) وہ شریعت سرکاری آئین تھی اور اس کے مطابق مجرموں کو سزا ملتی تھی۔ اس طرح یہ شریعت سرکاری سطح پر نافذ تھی گویا شریعت کا ارتقاء چھٹے اور آخری باب پر پہنچ گیا۔

☆ بالملح يصلح ما يخشى تغيره فكيف بالملح ان حلت به الغير ☆

اس ارتقائی تاریخ سے یہ فقہی اصول حاصل ہوئے۔(۱) نسخ جائز ہے اور قدیم زمانہ سے یہ عمل جاری ہے(۲) احکام میں اضافہ بتدریج ہوا۔(۳) احکام کے نزول میں حالات وزمانہ کی رعایت ملحوظ رکھی گئی۔

حضرت ابراھیم علیہ السلام کی شریعت

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت ۲۲۰۰ قبل از مسیح ہے۔(۵۳) آپ عراق کے شہر ''ار (Urr)'' میں پیدا ہوئے۔اپنی قوم کو توحید کی تبلیغ کی پھر حکومت اور کلدانی قوم کی مخالفت کی وجہ سے ہجرت کر کے مصر چلے گئے۔وہاں سے واپس آ کر عرب وشام کی سرحد کا رخ کیا۔اپنے بھتیجے حضرت لوط علیہ السلام کو اردن کی طرف بحیرہ مردار کے علاقے میں تبلیغ کیلئے بھیجا۔حضرت اسماعیل کو وادی فاران یعنی مکہ میں آباد کیا۔حضرت اسحاق کو فلسطین اور تیسرے بیٹے مدین کو بحیرہ احمر کی طرف بھیجا۔جسے انہی کے نام سے مدین کہا جاتا ہے۔(۵۴)

روایات کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام پر دس صحیفے نازل ہوئے۔(۵۵) ان صحیفوں کے نزول کا ذکر قرآن میں موجود ہے۔(۵۶) آپکے بیٹے حضرت اسماعیل واسحاق اور پوتے یعقوب بھی تھے اور ان تینوں پر بھی صحیفے نازل ہوئے۔مگر انکی شریعتوں کا ذکر ضمنی طور پر حضرت ابراہیم کی شریعت ہی میں درج کر دیا جاتا ہے۔کیونکہ نہ تو انکی شریعت کا صاف اور واضح خاکہ نظر آتا ہے اور نہ ہی قرآن نے انہیں صاحب شریعت نبی قرار دیا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام گو جلیل القدر نبی تھے۔مگر حیرت ہے کہ توراۃ آپ کی شریعت کے ذکر سے بالکل خاموش ہے۔بہر حال آپ کی نسبت سے جن احکام کا ثبوت ملتا ہے۔ان میں سرفہرست طہارت کے احکام ہیں۔جو کہ عبادت کے مبادیات ہیں۔مثلاً حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ اللہ تعالی نے دس فطری احکام سے آپکی آزمائش کی جن میں سے پانچ کا تعلق سر کے ساتھ ہے،مونچھیں کاٹنا،کلی کرنا،ناک میں پانی ڈالنا،مسواک کرنا،مانگ نکالنا۔پانچ کا تعلق جسم کے ساتھ ہے۔ناخن کاٹنا،بغلیں صاف کرنا،موئے زیر ناف صاف کرنا،ختنہ کرنا،پانی سے استنجا کرنا۔(۵۷) اسی طرح آپ کے پیروکاروں کے حوالے سے غسل جنابت کا ذکر بھی ملتا ہے۔(۵۸) چونکہ کوئی شریعت نماز سے خالی نہیں۔اس لئے نماز کا ہونا تو مسلم ہے۔توراۃ میں بھی اس کی طرف اشارہ ملتا ہے۔مثلاً ابراہیم نے بیت ایل کے پاس قربان گاہ بنائی اور خدا کا نام لیا۔(۵۹) خدا کا نام لینا پرانے صحیفوں میں نماز کی اصطلاحی تعبیر ہے۔جسکی تائید قرآن سے بھی ہوتی ہے۔وذکر اسم ربہ فصلی(۶۰)(رب کا نام لیا پس نماز پڑھی) (جاری ہے)

هر چه بگند د نمکش می زنند......☆......وای به روزی که بگند د نمک

القسم العربی

مجلة الفقة الاسلامی

تصدر من

اكاديمية الفقة الاسلامي المعاصر

ص ب ۱۷۷۷۷ گلشن اقبال

كراتشي باكستان

رئیس التحریر

الاستاذ الدکتور / نوراحمد شاہتاز

......☆......

مساعد رئیس التحریر

الاستاذ غلام نصیرالدین نصیر

الدکتور محمد صحبت خان

فهرس الموضوعات

مسألة تعارض الضررين فی الفقه الاسلامی المقارن

(الدكتور عبدالجبار شرارة) ٥١